رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

اِن تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

الحکم

چیف ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۲۰ عیسوی | نمبر ۱

الحکم کا سال نو
اور
اسکی زندگی کا بائیسواں سال

خدا کے فضل اور کرم کے ساتھ الحکم اپنی زندگی کے ۲۱ سال ختم کرکے بائیسویں میں قدم رکھتا ہے الحکم نے ۲۱ سالوں میں تلخ تجربات کیے اور کیسے کیسے تلخ گھونٹ اس نے پیے۔ اور کن کن مشکلوں سے وہ گذرا کیسی آندھیاں اور جھکڑ اسپر آئے۔ جس اسوقت ان کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا۔ الحکم جس قسم کے مشکلات میں پھنسا رہا۔ اور جن جن صبر آزما ابتلاؤں میں مبتلا رہا میں ان کی تاریخ اسوقت آپ کے سامنے نہیں رکھنا چاہتا۔ الحکم نے جس صبر اور استقلال سے اس زمانہ کی گھڑیوں کو کاٹا۔ اور جس ہمت سے ایڈیٹر الحکم نے اپنی ان تھک کوششوں سے ان مشکلات کے سمندر کو عبور کرنا چاہا اور کیا۔ باوجود اسکے کہ وہ دیکھتا تھا کہ ایک مصیبت کے پیچھے دوسری آفت اور دوسری کے پیچھے تیسری مشکل موہنہ پھیلائے چلی آرہی ہے مگر ایڈیٹر الحکم کے بازوؤں میں ذرا سستی نہ پیدا ہوئی۔ اس کے قدموں نے ذرا بھی لغزش نہ کھائی اور وہ ہمت اور استقلال اور الوالعزمی کی مضبوط چٹان پر کھڑے ہو کر ان ابتلاؤں اور مصیبتوں کا مقابلہ کرتا رہا۔

خریداران الحکم کو سال نو

مُبارک

ہو

یہ زمانہ اس قدر دراز تھا کہ دوست اُنکو بیٹھے بیٹھے الحکم سے ناامید ہو کر اسکو چھوڑ بیٹھے۔ گو ایں یہ کہوں گا اور کہنے سے رک بھی نہیں سکتا کہ اُنھوں نے خود الحکم کو موت کے موہنہ میں دھکیل دیا۔ الحکم پر اس وقت دشمن ہنس رہے تھے۔ اور ہنسی سے خوشیاں مناتے ہوئے الحکم کے خلاف آرٹیکل پر آرٹیکل لکھنے لگے۔ ایڈیٹر الحکم ایک طرف دوستوں کی اس سرد مہری اور دوسری طرف دشمنوں کی خوشی تیری طرف ان مشکلات کے سمندر کو دیکھتے ہوئے علی الاعلان کھڑا کہہ رہا تھا ؎

آرام کی نہیں ہے یہ جا ہاں بڑھے چلو!

یہ مشکلات کچھ کم نہ تھیں کہ اس جنگ کی وجہ سے جو کچھ اخباروں اور مطبعوں کے لیے مشکلات نئی پیدا

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پروپرائٹر و پبلشر کے چھپا)

اور روپیہ بھی واپس ملجائے۔

لنڈن میں اس قسم کی بہت کمپنیاں ہیں جو کہ اپنے خرچ پر مکان بنادیتی ہیں اور ایک مقررہ رقم وہ ماہوار لیتی رہتی ہیں۔ یہ کمپنیاں کروڑپتی ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کسی کمپنی کے پاس ہم یہ روپیہ جمع کرادیں اور وہ کمپنی اس روپے کے منافع میں سے ماہوار رقم جمع کراتی رہے۔ اسطرح سے دس بارہ سال میں تمام روپیہ بھی ادا ہوجائیگا۔ اور ہمارا روپیہ بھی بچ رہے گا۔ جو بعد میں لنڈن میں اسلام پھیلانے کے لیے مشنریوں کے کام آسکے گا۔ یہ ہے مفہوم اس تقریر کا جو آپ نے بیان فرمائی۔

پھر حضور نے بیان فرمایا۔ کہ میں ایک خوشخبری تم لوگوں کو دیتا ہوں میں عصر کے بعد جب یہاں سے تحریک کر کے اندر گیا تو مجھے ایک بچے نے اپنے وہ پیسے جو خرچنے کے لیے اُس کو ملتے ہیں اور اس نے ان میں سے تھوڑے تھوڑے جمع کیے تھے مجھے سارے کے سارے اس مسجد کے لیے دیدیئے۔ اور یہ

ساڑھے تیرہ روپے کی رقم ہے

یہ ایک معمولی خوشخبری نہیں کہ ایک بچے نے تیرہ روپے دیدیئے یہ عظیم الشان کام کی بنیاد ہے جبکہ ہم میں یہ روح موجود ہے تو بیشک ہم زندہ ہیں۔ ہم ترقی کرنے والی قوم ہیں۔

کیا یہ خوشی نہیں کہ ہمارے بچے اپنے اندر اس قسم کا ایثار پاتے ہیں۔ حضرت کی اس تقریر کے بعد غریب احمدیہ قادیان نے چندہ دینا شروع کیا اور چند منٹوں میں کئی ہزار جمع کر دیا۔

بہت سے غریب مہاجروں نے اپنی زمین لکھ دی کہ یہ بیچ کر اس سے جو قیمت ہو داخل کردو۔

یہ روح زندہ قوم کی روح ہے۔ اے احمدی جماعت اے خدا کے مامور و مرسل کی قائم کردہ جماعت۔ تجھے مبارک ہو کہ تو زندہ قوم ہے۔ تجھ میں اس قسم کے ایثار والے بچے۔ اس قسم کے ایثار کرنے والے غریب موجود ہیں۔ تو نے اسلامی روایات کو زندہ کردیا اور ایک آن واحد میں کئی ہزار روپیہ جمع کر دیا۔ ہاں میرا مضمون ادھورا رہے گا۔ اگر میں حضرت کی تقریر کی وہ لطیف بات درج نہ کروں جو آپ نے یوں بیان فرمائی کہ آج سے ۱۹ سو سال پیشتر مسیح کے شاگردوں میں یوسف آرمتیا بھاگتا ہوا اٹلی کے راستے لنڈن میں داخل ہوا اور اس نے ایک معبد ایک خدا کی عبادت کے لیے بنایا۔ لیکن آج لنڈن میں ایک کی جگہ تین خداؤں کی پرستش کی جاتی ہے خدا کا شکر ہے کہ آج ۱۹ سو سال کے بعد دوسرے مسیح کے حواری لنڈن میں گئے۔ مجبور ہو کر نہیں۔ بلکہ خوشی سے۔ اور آج پھر انھوں نے ایک نئی مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا ہے جس میں خدائے واحد کی پرستش ہوگی۔

تقریر کے بعد حضرت دیر تک بیٹھے رہے اور مسجد کی نسبت تذکرہ ہوتا رہا۔

اس کے بعد دوسرے دن یعنی ۷ جنوری کو آپ نے ۹ بجے عورتوں میں مختصر تقریر فرمائی اور چندہ شروع ہوا۔

حضرت مبارکہ بیگم صاحبہ نے اس تقریب پر تین سو روپے کے زیورات عطا فرمائے۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا اور تمام عورتوں نے ایک دوسری سے بڑھکر حصہ لیا اور سات سو روپے کے قریب اسی وقت جمع کر دیا۔

حضرت نے پھر ایک دوسرا اجلاس مسجد اقصیٰ میں کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ جس میں اسد گرد سے بھی آدمی بلائے گئے ہیں۔

اس کی کاروائی انشاءاللہ بعد میں درج ہوگی۔

شیخ محمود احمد

چیف ایڈیٹر الحکم :-

اپنے سفر سے الحکم کے ناظرین سے دعا کی درخواست کرتے ہیں :-

(محمود احمد)

اللہ اکبر اللہ اکبر

اے قادیان، مبارک، تجھ میں سے خدا کا مسیح اٹھا، مردے زندہ ہوئے، شمع وحدت روشن ہوئی، پروانے جمع ہیں، منارۃ البیضاء چمکا، نورانی کرنیں پھیلیں،

اے منارۃ البیضاء آج ہم تیرے نیچے ہیں، کل ایک عالم تیرے سایہ تلے ہوگا،

اے منارۃ البیضاء تو مبارک ہو، بڑھ، اور سمندروں کو طے کرتا ہوا، سطح زمین کو چیرتا ہوا، یورپ میں جا کر سر نکال، انگلستان پہنچکر چمک، لنڈن میں سربلند ہو، اے مسجد اقصیٰ، تو فضائے مغرب میں جلوہ فگن ہو، تیرے چاہنے والے تجھے بلاتے ہیں، تجھ میں آکر خدا کے بندے خدا ہی کے لیے سر جھکائیں گے، اور سربلند ہوں گے۔،،

دوستو!

ہمارا امام فضل عمر ہے، اسلام کی عمارت کا آباد کرنے والا، اسلام کا روحانی قلعہ قائم کرنا چاہتا ہے، اٹھو دوستو! ہم اینٹیں دیں، چست ہو جاؤ، کھڑے ہو جاؤ، آؤ ہم مل کر خدا کا گھر بنائیں۔

کہو! اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

(علمی احمدی)

اطلاع و معذرت

یہ پرچہ خانصاحب مکرم کے مضمون کے دیر سے ملنے کی وجہ سے لیٹ ہوگیا۔ کچھ مضمون انھوں نے ارسال فرمایا۔ وہ لکھا گیا۔ مگر باقی کے لیے ان کی مصروفیت کی وجہ سے دیر ہوگئی۔ اور باقی جو انھوں نے دیا ہے وہ اب ضمیمہ کے طور پر درج اخبار کرتا ہوں

محمود احمد

کلمات طیبات امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنی جماعت سے خاص خطاب

۲۶ رمئی ۱۹۰۲ء کو ۹ بجے دن کے خدام حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مختلف باتوں کے تذکرہ کے اثناء میں فرمایا۔

میں بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہاں کہیں وہ ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ۔ مقابلہ اور مجادلہ نہ کریں اگر کہیں کسی کو درشت اور نالائق بات سننے کا اتفاق ہو تو اعراض کرے میں بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری تائید میں آسمان پر خاص تیاری ہو رہی ہے ہماری طرف سے ہر پہلو کے لحاظ سے لوگوں پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ اسلیے اب خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس کارروائی کے کرنے کا ارادہ ۔۔۔۔۔۔ فرمایا ہے جو وہ اپنی سنت قدیم کے موافق اتمام حجت کے بعد کیا کرتا ہے مجھے خوف ہے کہ اگر ہماری جماعت کے لوگ بدزبانیوں اور فضول بحثوں سے باز نہ آئیں گے تو ایسا نہ ہو کہ آسمانی کارروائی میں کوئی تاخیر اور روک پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ ہمیشہ اس کا عتاب ان لوگوں پر ہوتا ہے جن پر اس کے فضل اور عطایات بے شمار ہوں اور جنہیں وہ اپنے نشانات دکھا چکا ہوتا ہے۔ وہ اُن لوگوں کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا کہ انہیں عتاب یا خطاب یا ملامت کرے جنکے خلاف اس کا آخری فیصلہ نافذ ہونا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے فاصبر کما صبر اولوالعزم ولا تستعجل اور فرماتا ہے ولا تکن کصاحب الحوت۔ اور فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض الآیۃ یہ محبت آمیز عتاب اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلد فیصلہ کفار کے حق میں چاہتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے مصالح اور سنن کے لحاظ سے بڑے توقف اور علم کے ساتھ کام کرتا ہے لیکن آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ اسی طرح پر ممکن ہے کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ طرح طرح کی گالیاں افترا پردازیاں اور بدزبانیاں خدا تعالیٰ کے سچے سلسلے کی نسبت سنکر اضطراب اور استعجال میں پڑیں مگر انھیں خدا تعالیٰ کی اس سنت کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتی گئی ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اس لیے میں پھر اور بار بار تاکید حکم کرتا ہوں **کہ جنگ وجدال کے مجمعوں اور تحریکوں اور تقریبوں سے کنارہ کشی کرو۔ اسلیے** کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو یعنی دشمنوں پر حجت پوری کرنا چاہتے ہو وہ اب خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے تمھارا کام اب یہ ہونا چاہیے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ اور تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے اگرچہ خدا تعالیٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہوں گی مگر تم خواہ نخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ ہر قسم کے حسد۔ کینہ۔ بغض غیبت اور کبر و رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل و غفلت سے بچو۔ اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **والعاقبۃ عند ربک للمتقین**

اس لیے متقی بننے کی فکر کرو۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ذکر کیا کہ حضور کی بیماری کی شدت میں میرے دل میں بہت رقت پیدا ہوئی تو میں نے بہت دعا کی اور اسطرح پر دعا کی کہ مولا کریم اسلام کی عزت۔ قرآن کی عزت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور بالآخر تیری اپنی عزت اور جلال کے اظہار کا بھی اس وقت یہی ذریعہ ہے۔ تو اس پر **فرمایا**۔ بیماری کی شدت میں جبکہ یہ گمان ہوتا تھا کہ روح پرواز کر جائیگی۔ مجھے بھی الہام ہوا۔ اللھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابدا یعنی اے خدا اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر اس کے بعد اس زمین میں تیری پرستش کبھی نہ ہو گی۔

فرمایا۔ یقیناً یاد رکھو یہ سلسلہ اسوقت تک اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا تو دنیا میں نصرانیت پھیل جاتی اور خدائے وحدہ لاشریک کی توحید قائم نہ رہتی۔ یا یہ مسلمان ہوتے جو اپنے ناپاک اور جھوٹے عقیدوں کے ساتھ نصرانیت کی مدد دیتے ہیں۔ اور ان کے معبود اور خدا بنائے ہوئے مسیح کے لیے میدان خالی کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ اب **کسی کے ہاتھ اور طاقت سے نابود نہ ہو گا** یہ ضرور بڑھے گا اور پھولیگا۔ اور خدا کی بڑی بڑی برکتیں اور فضل اس پر ہوں گے۔ جب ہمیں خدا کے زندہ اور مبارک وعدے ہر روز ملتے ہیں اور وہ تسلی دیتا ہے کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔ اور تمھاری دعوت زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ پھر ہم کسی کی تحقیر یا گالی گلوچ پر کیوں مضطرب ہوں ✤

الحکم نمبر ۲۰ جلد ۶۔ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۲ء

مدرسہ تعلیم الاسلام

میں

دو تبدیلیاں

(۱) جناب ماسٹر محمد الدین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام جو کہ باوجود کمزور اور صحت کے خراب ہونیکے بڑی محنت سے کام کرتے رہے ہیں وہ اب ہیڈ ماسٹر سے سکول کے منیجر ہو گئے ہیں۔

(۲) جناب قاضی عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی مبلغ احمدیت جو کہ حال میں لنڈن سے تشریف لائے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر مقرر کیے گئے ہیں ✤

دونوں صاحبان کو یہ ترقیاں

مبارک

ہوں

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہی!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہی اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ کلام مجید

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہی

اس ضرورت کے پورا کرنے کے لیے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہی اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہی کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا گیا ہے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے لیے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کیے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے نہیں پڑھا؟ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

۳۰ اور ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ ہدیہ فی پارہ صرف ایک روپیہ

دفتر الحکم قادیان سے طلب فرمائیں!

آنکھیں بڑی نعمت ہیں!

ان کی قدر کرو۔ اور اگر ان کے متعلق کوئی شکایت ہے تو اسکے علاج میں سستی نہ کرو خاکسار کو امراض چشم کے معالجہ کا اچھا تجربہ ہے۔ مرض کی تشخیص کے لیے پہلے معائنہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد مناسب دوا دی جاتی ہے۔ اور آنکھیں بنائی بھی جاتی ہیں۔ ناخونہ، موتیا بند، پڑوال، پھولا، ککرے، جالا، ضعف بصارت، خارش چشم، امراض وغیرہ کی تشخیص شدہ ادویہ جو بفضل خدا نہایت مفید شکایات کے لیے خاکسار مفصلہ ذیل و مجرب ہیں۔ بذریعہ وی پی بھیجی جاتی ہیں۔ دیگر امور بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیں۔

ککروں کا سرمہ فی تولہ عار سرمہ نوری فی تولہ سے کحل دافع ضعف بصر فی تولہ عہ سرمہ زنگاری (از مولوی حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی رضی اللہ عنہ) فی تولہ عہ خارش چشم کا انجن فی تولہ عار مرہم سرمہ زنگاری فی تولہ سہ

احباب کے نام الحکم کی وصولی قیمت کے لیے وی پی دفتر سے بھیجے جائینگے احباب عزیز ان کو وصول فرماکر دفتر کو ممنون فرمائیں۔ ایڈیٹر

ملنے کا پتہ

حکیم محمد اسمٰعیل (دگڑ دیلی) مہاجر قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

اصلی ممیرا اور ممیرہ کا سرمہ اور ست سلاجیت

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی اور آپکے خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی اور سرمہ کی ترکیب اونھوں نے بتلائی اور فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ ممیرے کی قیمت فی تولہ عشر سرمہ فی تولہ عار

ست سلاجیت فی تولہ عہ

مقوی اعضائے رئیسہ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و دق شیخوخیت قاتل کرم شکم مقوی معدہ اور درد مفاصل کے لیے مفید ہے

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

الحکم

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

چیف ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

ہر ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو
قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

جلد ۲۲ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۲۰ عیسوی | نمبر ۱

الحکم کا سال نو
اور
اُسکی زندگی کا بائیسواں سال

خدا کے فضل اور کرم کے ساتھ الحکم اپنی زندگی کے ۲۱ سال ختم کر کے بائیسویں میں قدم رکھتا ہے۔ الحکم نے ۲۱ سالوں میں کیسے تلخ تجربات کیے اور کیسے کیسے تلخ گھونٹ اس نے پیئے۔ اور کن کن مشکلوں سے دو چار ہوا۔ کیسی آندھیاں اور جھکڑ اس پر آئے۔ میں اسوقت ان کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا۔ الحکم جس قسم کے مشکلات میں پھنسا رہا۔ اور جن جن صبر آزما ابتلاؤں میں مبتلا رہا ہے ان کی تاریخ اسوقت آپ کے سامنے نہیں رکھنا چاہتا۔ الحکم نے جس صبر اور استقلال سے اس زمانہ کی گھڑیوں کو کاٹا۔ اور جس ہمت سے ایڈیٹر الحکم نے اپنی ان تھک کوششوں سے ان مشکلات کے سمندر کو عبور کرنا چاہا اور کیا۔ باوجود اسکے کہ وہ دیکھتا تھا کہ ایک مصیبت کے پیچھے دوسری آفت اور دوسری کے پیچھے تیسری مشکل موُنھ پھیلائے چلی آرہی ہے۔ مگر ایڈیٹر الحکم کے بازوؤں میں ذرا سستی نہ پیدا ہوئی۔ اس کے قدموں نے ذرا بھی لغزش نہ کھائی اور وہ ہمت اور استقلال اور اولوالعزمی کی مضبوط چٹان پر کھڑے ہو کر ان ابتلاؤں اور مصیبتوں کا مقابلہ کرتا رہا۔

یہ زمانہ اس قدر دراز تھا کہ دوست اُنکو بیٹھے بیٹھے الحکم سے ناامید ہو کر اسکو چھوڑ بیٹھے۔ گو میں یہ کہوں گا اور کہنے سے رک بھی نہیں سکتا کہ اُنھوں نے خود الحکم کو موت کے مونھ میں دھکیل دیا۔ الحکم پر اس وقت دشمن ہنس رہے تھے۔ اور ہنسی سے خوشیاں مناتے ہوئے الحکم کے خلاف آرٹیکل پر آرٹیکل لکھنے لگے۔ ایڈیٹر الحکم ایک طرف دوستوں کی اس سرد مہری اور دوسری طرف دشمنوں کی خوشی تیری طرف ان مشکلات کے سمندر کو دیکھتے ہوئے علی الاعلان کھڑا کہہ رہا تھا ؎

آرام کی نہیں ہے یہ جا۔ ہاں بڑھے چلو!

یہ مشکلات کچھ کم نہ تھیں کہ اس جنگ کی وجہ سے جو کچھ اخباروں اور مطبعوں کے لیے مشکلات نئی پیدا

خریداران الحکم کو سال نو
مُبَارَک
ہو

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پروپرائٹر و پبلشر کے چھپا)

ہو گئیں۔ وہ مزید علیہ تھیں۔ مگر باہمت اور اولوالعزم ایڈیٹر نے ان سب مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کو ان سب پر غالب کر دیا۔ یہ الحکم کے مصائب اور ایڈیٹر کی محنتیں اس کی زندگی کے زریں کارنامے ہیں۔ جو چھپ نہیں سکتے۔ اور وہ ایک دن تاریخ کے واقعات کو مزین کرینگے۔ میں یہ کہوں گا کہ ایڈیٹر الحکم نے الحکم سے اس شفقت کا برتاؤ کیا جس شفقت کا محتاج وہ یتیم بچہ ہو۔ جس نے پیدا ہونے کے ساتھ ہی اپنی مادر مہربان کے آغوش محبت سے جدائی حاصل کر لی۔ جیسے وہ بچہ ایک معمولی سی بے توجگی سے موت کے مونہہ کا نوالہ ہو جاتا ایسے بچے کا بچ رہنا۔ اس شخص کی شفقت کا اظہار خود اپنے وجود سے کرتا ہے۔ اگر ایڈیٹر الحکم کی نظر ان مشکلات میں گھبرا کر ذرا ادھر اُدھر ہو جاتی تو میں یہ کہوں گا کہ آج دنیا میں

الحکم کا وجود

عنقا ہو جاتا۔ اور مسیح موعود نے جس اخبار کو بازو کا معزز خطاب دیا وہ بھی موت کا نوالہ ہو جاتا اس کی محنتیں نتیجہ ہو کر خدا کے فضلوں کی جاذب بنیں آج الحکم کی زندگی میں ایک اور سال کی ایزادی کر دی فالحمد للہ علیٰ ذالک

ایڈیٹر الحکم نے کیا کیا؟

الحکم کے سوا ایڈیٹر الحکم نے سلسلہ کی کیا کیا خدمات کیں؟ اسوقت مجھے ان کی تفصیل میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

خدا نے اپنے فضل سے ایڈیٹر الحکم کو سلسلہ میں عجیب عجیب اور بڑے بڑے اہم خدمات کی سرانجام دہی کا موقع دیا اور نہ صرف موقع دیا۔ بلکہ اسکو ان میں کامیاب بھی کیا۔ الحکم کی بے قاعدگی کا باعث جہاں وہ مشکلات عظیم تھے وہاں ایڈیٹر الحکم کے وہ سفر بھی تھے جو مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کے حکم کے ماتحت جاری رہے۔ خلافت کے متبع اور فرمانبردار ایڈیٹر نے ہمیشہ اس قسم کے سفر کئے۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایڈیٹر الحکم نے کبھی باور نہ کیا کہ ان سفروں کی وجہ سے الحکم بند ہو گا۔ ایڈیٹر کی بصیرت نے جو کچھ دیکھا اس کے ایمان نے اسکو جس مقام پر کھڑا کیا وہ بالکل صحیح اور درست مقام تھا۔ اگرچہ ان سفروں کی وجہ سے الحکم بیشک بے قاعدہ ہوا۔ اسکے بہت سے رفیقوں نے اس بیقاعدگی کیوجہ سے ساتھ چھوڑ دیا۔ مگر میں ایمان سے کہتا ہوں کہ اگر الحکم آج زندہ ہے۔ تو وہ اس اطاعت کے طفیل جس کا جوا ایڈیٹر الحکم نے اپنی گردن پر رکھا نہایت ہی عزت کا باعث سمجھا۔

میں اپنے بزرگوں اور دوستوں سے یہ کہتا ہوں کہ ایڈیٹر الحکم بھو کا رہنا پسند کرتا ہے مگر الحکم کی بے قاعدگی یا الحکم کو بند دیکھنا پسند نہیں کرتا پس آپ لوگ کبھی یہ باور کریں کہ ایڈیٹر اسکی طرف توجہ نہیں کرتا۔ وہ مشکلات اگرچہ دور ہو رہے ہیں مگر ابھی پورے طور سے دور نہیں ہوئے۔ اس لیے کبھی اس میں بے قاعدگی ہو تو سمجھ لو۔ کہ ایڈیٹر سلسلہ کے کسی کام کی وجہ سے باہر ہے۔ اور یا ان مشکلات میں سے کسی مشکل نے اس کو گھیر لیا

دوستوں سے شکایت

الحکم کے پورانے دوست اور قریباً مسیح موعود کے زمانہ کے سب کے سب احمدی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ الحکم نے بہت خدمات کیں۔ خدا کے نبی کے مونہہ سے نکلے ہوئے الفاظ آج ہوا میں منتشر ہوتے۔ اگر ایڈیٹر الحکم نے اُن کو جمع نہ کر لیا ہوتا۔ سلسلہ کے تمام افراد اسکو پڑھتے ہیں اور اپنے ایمان تازہ کرتے ہیں۔ سلسلہ کے دشمن اور سلسلہ کے دوست اخبارات ایڈیٹر الحکم کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ سلسلہ کے تاجران کتب آج الحکم کی مجلدات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ یہ سب کچھ مونہہ سے اقرار بھی ہے۔ اعتراف بھی۔ مگر میں نہیں دیکھتا کہ اعتراف کا نتیجہ الحکم کی ترقی کا باعث ہو۔ اور خریداروں کی تعداد بڑھ رہی ہو۔ گو یہ سلسلہ کے...... بعض افراد ایسے بھی ہیں جو اپنے روپے کو پانی کی طرح بہا دینا پسند کرتے ہیں۔ مگر الحکم کو بند دیکھنا نہیں چاہتے۔ ان کی تعداد انگلیوں پر پوری ہو جاتی ہے۔ تم میں سے ایک حصہ ہے جو پہلے خریدار تھا مگر اب نہیں وہ اس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں مگر قولی طور پر فعلی اور عملی کیفیت کچھ اور کہتی ہے۔ ایک حصہ ایسا بھی ہے کہ بار بار روپیہ دیکر بھی الحکم کا ممنون احسان بنتا ہے۔ مگر ایسے بھی ہیں جو بیشک خریدار تو ہیں مگر بالکل اس کے مصداق کہ

گر جاں طلبی مضائقہ نیست
گر زر طلبی ایں سخن درین ست۔

سال تک عمدہ کاغذ پر پیارا الحکم وصول کر کے وی پی کے وقت "ایں سخن درین ست" والا معاملہ پیش آجاتا ہے۔

بزرگان دین کی شکایت

میں آج اس امر کے بیان کرنے سے بھی رک نہیں سکتا۔ خدا نے ہماری جماعت کے اندر ایک حصہ ایسا بھی پیدا کیا ہے کہ خدا نے اس کو لکھنے کا زبردست ملکہ عطا فرمایا ہے۔ مگر افسوس الحکم کے لیے اُن کو اگر کہا جائے تو تنگی وقت کی شکایت یا اپنی مصروفیت کے بیان کے سوا وہاں سے کچھ نہیں ملتا۔ مگر افسوس وہ حصہ جو لکھکر قلمی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ اُس کو لکھنا نہیں آتا میں ان بزرگوں سے اخبار کے ذریعے شکایت کرتا ہوں کہ ایڈیٹر الحکم نے اُن گھڑیوں میں تمہاری خدمت کی جبکہ تمکو لکھنا نہ آتا تھا۔ تم کمزور تھے جبکہ جماعت کی حالت بھی کمزور تھی۔ اور اسوقت لکھنے کو ایک ہی تھا۔ اب جبکہ خدا نے تم کو یہ نعمت عظمیٰ ہے یہ قوت دی ہے۔ تم کیوں اس سے لوگوں پر احسان نہیں کرتے ہو بلکہ میں کہوں گا کہ کیوں اپنے فرض سے سستی کرتے ہو؟ اور کیوں اسکو پورا نہیں کرتے؟ تمہاری ان بے توجہگیوں نے ہم کو آج اس مقام پر پہنچا دیا۔ اب تم جاگو۔ اب تمہارے جاگنے کا وقت آیا ہے۔ قوم کی خدمت کرو اس سے تمہارے علم کم نہیں ہونگے۔ بلکہ ان میں ترقی ہوگی۔

آج میں الحکم کے سرپرستوں کے سامنے اس کے ایڈیٹر کی تمام خدمات کو یاد دلاتے ہوئے آپ سے بڑے زور سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ خدا کیلیے تم اٹھو۔

اے اعتراض کرنے والو۔ اے الحکم کے خیر خواہو۔

اُٹھو! اور اس کو خرید و

مسیح موعود کے بازو کی عزت کرو۔ خلیفۃ المسیح اول کے ان الفاظ کو پڑھو۔ جو الحکم کے لیے مسجد نور میں کہے گئے۔ اور آجتک گونج رہے ہیں۔ اور خلیفہ ثانی کے اُن الفاظوں کو دہراؤ جو پچھلے ہفتہ آپ سے کہے گئے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم کس قدر ہیں جو عملی طور پر الحکم کو مشکلات سے نکالنے کے لیے اپنا قدم بڑھاتے ہیں۔ کتنے ہیں جو مسیح موعود کی خاطر اور اس کے خلفاء کی خاطر سے خرید کرینگے۔ کسقدر ہیں جنکو خدا نے علم و فضل عطا کیا ہے وہ اس سے الحکم کی قلمی مدد کرینگے

الحکم میں جدید ترقیاں

میں اس نئے سال کے لیے کوئی وعدہ نہیں کرنا چاہتا۔ ہاں جو کچھ میرے دل میں ہے وہ خود ہی آپ کے سامنے آجائیگا۔

تاہم میں یہ کہوں گا کہ الحکم پھر اپنے آپ کو اس مقام پر لیجانے کی کوشش کر رہا ہے۔

ایڈیٹر الحکم ترقی چیف ایڈیٹر

آج جبکہ الحکم اپنی زندگی کے پچھتیسویں سال میں قدم رکھتا ہے الحکم سے چند روز بعد پیدا ہونے والا بچہ جوان ہو کر خدا کے فضل سے الحکم کے ایڈیٹوریل سٹاف میں آتا ہے۔ اس کے آنے سے ایڈیٹر الحکم آج ایڈیٹر سے چیف ایڈیٹر بنجاتا ہے فالحمد للہ علےٰ ذالک

آخر میں اپنے احباب سے اس امر کا امیدوار ہوں کہ وہ ہر طرح سے میری مدد فرما کر خدا تعالیٰ سے جزا حاصل کرینگے۔ والسلام

محمود احمد ایڈیٹر

نظم

از جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

(جو آپ نے بستر علالت پر لکھی تھی۔ ایڈیٹر)

عیش دنیا پر مری جاں اس قدر نازاں نہ ہو
خندۂ گل دیکھ کے بلبل تو یوں خنداں نہ ہو

کیا نہیں آئے تری مانند کتنے ہی یہاں
اس قدر حالات عبرت دیکھ کر ناداں نہ ہو

سالکِ حق کا خدا تک پہنچنا مشکل نہیں
راہ حق میں روک گر یہ نفس و شیطاں نہ ہو

بولیاں ہیں بولتے کیا کیا یہ مرغانِ چمن
سب کا ماحاصل یہی ہے فرحت بستاں نہ ہو

کون ہے جس نے کہ پایا ہو تری راہ میں زیاں
تو وہ ہے راہ میں تری ہرگز کسے نقصان نہ ہو

باب نصرت وا نہ ہو جو حل مشکل کے لیے
جب تلک یہ جاں غموں سے کلبۂ احزاں نہ ہو

عیش دنیا پر مری جاں اس قدر نازاں نہ ہو
خندۂ گل ہے چو برق و خش بلبل تو یوں نالاں نہ ہو

رنج و راحت ہے زمانہ کا مداول بالیقیں
شاد راحت پر نہ ہو۔ رنج پر نالاں نہ ہو

تاریخ مالابار کا ایک ورق

از [illegible]

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ۱۹۰۱ء میں کویاکٹی کی شادی تھی۔ چنانچہ شادی ماہ اکتوبر ۱۹۰۱ء میں قرار پائی۔ شادی کے دن ای عبدالقادر اور کے۔ ایم۔ ابراہیم۔ کنانور کے قاضی مولوی احمد کٹی حاجی خطیب کے پاس گئے۔ تاکہ اس کو خطبہ نکاح کے لیے بلا لائیں۔ اسوقت جبکہ قاضی نے دیکھا کہ یہ دو شخص میرے پاس آئے ہیں۔ تب قاضی نے ای عبدالقادر سے کہا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم وفات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہو۔ اور مدعی مسیح قادیانی کو مانتے ہو" عبدالقادر نے کہا کہ "بیشک! اگر یہ تو کوئی ظالم شخص نہیں ہاں آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ غور کریں۔ اگر ایسا مدعی سچا ہے تو آپ کا فرض ہے کہ آپ اعلان کر دیں۔ تاکہ سب لوگ مان لیں۔ اور اسکے نہ ماننے کے عذاب سے اہل کنانور بچ جاویں۔ اگر جھوٹا ہے تو بھی ثابت کرنا چاہیئے"۔ اس کے بعد ای عبدالقادر نے حضرت مسیح موعود کے عقائد کو پیش کیا۔ جس کو سنکر قاضی نے کہا وہ خیر سے عقائد تو کچھ خراب نہیں ہیں۔ مگر تم بتاؤ کہ تم مسیح ناصری کی نسبت کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ زمین میں ہیں یا آسمان میں؟" عبدالقادر نے جواب میں کہا کہ "میرا عقیدہ ہے کہ مسیح آسمان پر ہے جیسے تمام دوسرے نبی آسمان پر ہیں"۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ "میرا ایمان بھی ایسا ہی ہے"۔ قاضی صاحب نے اسوقت خاموشی کو پسند کیا۔ اور خاموش ہو گئے۔ قاضی صاحب نکاح خوانی کے لیے تشریف لے گئے۔ اور خیر خوبی سے نکاح ہو گیا۔

اس نکاح کے بعد ای عبدالقادر واپس رنگون چلے گئے۔ اور کے۔ ایم۔ ابراہیم صاحب بمقام کورگ چلے گئے۔ کورگ میں ابراہیم صاحب کا بھائی ایک کمپنی کا ایجنٹ تھا۔ اور ابراہیم صاحب اسکے پاس بغرض تجارت ہی گئے تھے۔ وہاں جاکر اونھوں نے کام شروع کردیا

اب میں احباب کی توجہ کو کنانور سے نکال کر علاقہ کورگ میں لیجانی چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہاں پر ایک اور ایسا واقعہ پیش آتا ہے جو ان کی اور انکے ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔

ابراہیم اور اُس کے بہنوئی کو کورگ میں معلوم ہوا کہ ایک تاجر ہے اسکے پاس چالیس ٹن کافی فروخت کے لیے موجود ہیں۔ یہ دونوں کمپنی کے لیے کافی خریدنے کے لیے گھر سے نکلے۔ راستے میں ابراہیم کے بہنوئی نے ابراہیم سے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ کافی ہمکو ملے گی یا نہیں۔ اگر ملجائے تو ہمکو اس میں ایک ہزار روپیہ بچ جائیگا کے۔ ایم۔ ابراہیم نے کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کافی ملے گی یا نہیں۔ مگر تم ایک نذر مانو تو مجھے امید ہے کہ کافی ملجائے گی۔ اُس نے کہا کہ "وہ کیا"۔ کہا کہ "قادیان سے ایک رسالہ انگریزی زبان میں ریویو آف ریلیجنز کے نام سے نکلتا ہے۔ اسکی قیمت چار روپے ہے تم اس کی قیمت کافی کے ملجانے پر فوراً ادا کر دو"۔ اُسنے کہا کہ "اچھا"۔ "چلو میں اس نذر کو مانتا ہوں۔ اور یہ روپیہ بھی ادا کر دوں گا"۔

اسی قسم کی گفتگو کی تھی جبکہ یہ وہاں پہنچ گئے اور خدا کے فضل سے کافی بھی مل گئی۔ اور ایک ہزار روپیہ بچ بھی گیا۔ تب اس نے فوراً ریویو کی قیمت ادا کر دی۔ تب سے کے۔ ایم۔ ابراہیم نے ریویو جاری کرا لیا۔ جو اسوقت سنہ ۱۹۰۳ء سے لیکر آج سنہ ۱۹۱۹ء تک برابر کے ایم ابراہیم کے نام جاری ہے۔ ریویو سے ان کو بہت آسانی ہو گئی۔ کیونکہ وہ انگلش خوب جانتے تھے۔ اسطرح سے اون کو سلسلہ کے حالات اچھی طرح سے معلوم ہونے لگے۔

اسوقت جماعت میں چار افراد شامل ہو چکے تھے۔ یعنی ای عبدالقادر۔ کے ایم ابراہیم۔ ایم عبدالقادر۔ گویا عبدالقادر۔

کے ایم ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ جہاں الحکم کے مضامین۔ اُنکی رویا [illegible] ایمان میں ترقی ہوئی۔ وہاں سنہ ۱۹۰۵ء میں ایک اور واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ سنہ ۱۹۰۵ء میں ہندوستان کے اندر ایک خطرناک زلزلہ اور سخت تباہی آئی۔ یہ زلزلہ مسیح موعودؑ کی پاک وحی کے مطابق آیا تب گورنمنٹ نے ایک جاپانی علم الارض کا ماہر منگوایا گیا۔ اس نے زمین کے حالات دیکھکر کہا کہ میں سارٹیفکیٹ دیتا ہوں کہ اب دو سو سال تک کوئی زلزلہ اس ملک میں نہیں نہیں آئیگا۔ ابراہیم نے ان پیشگوئیوں کو اور اُن کے خلاف حالات کو بڑے شوق سے انگریزی اخبارات میں پڑھا کرتا تھا۔

ادھر جاپانی ماہر علم الارض اپنے دعوے بیان کر رہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک انذاری اشتہار لکھا۔ اور وہ اشتہار ملاباریں بھی آیا۔ چنانچہ انذاری اشتہار کے مطابق پھر زلزلہ آیا۔ اور خدا کا مامور اور مرسل سچا اور برحق ثابت ہوا۔ جاپانی صاحب کے دعوے خاک میں مل گئے۔ یہ ایک اور عظیم الشان نشان تھا جس سے اس کمزور جماعت کے دل مضبوط ہو گئے۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں ای عبدالقادر نے کے۔ ایم ابراہیم کو بدر منگوانے کے لیے لکھا۔ جو اسی تحریک سے منگوا لیا گیا۔

اور ان ہی دنوں میں بہت سی کتب مسیح موعودؑ کی منگوائی گئیں۔

مگر یہ سب میں کوئی بھی نہ جانتا تھا کہ بیعت میں کیسے داخل ہوتے ہیں۔ مگر اپنے آپ کو احمدی خیال کرتے تھے۔ ان کے سوا بہت سے لوگ تھے جو اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتے تھے۔ . . . . وہ سب کے سب ایک مکان میں جمع ہو کر مسیح موعودؑ کی کتب پڑھا کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں کے ایم ابراہیم نے پھر ایک خواب دیکھا۔

"خواب"

دیکھا کہ مسیح موعود کو دیکھنے کے لیے ایک جگہ پر گیا ہوں اور وہ مقام جہاں میں گیا ہوں وہ مسجد ہے وہاں جا کر دیکھا تو مسیح موعود ایک حمام میں نہا رہے ہیں۔ تب میں بھی حمام کی طرف گیا۔ اور دیکھا کہ مسیح موعود حمام سے نہا کر نکلے ہیں۔ اور آپ کے بالوں میں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں۔ حضرت نے دیکھکر ازراہ لطف فرمایا کہ تم بہت دور کا سفر کر کے آئے ہو اور بہت تھکے ہوئے ہو گے۔ پانی بچا ہوا ہے اس سے نہا لو۔ مسیح موعود کے حکم کی تعمیل کے لیے میں اُس میں نہایا۔ اور میں نے دیکھا کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے جس میں مسیح موعود کے پاس گیا ہوں۔

اس خواب نے ابراہیم کے قلب کو اور بھی صاف کیا کیونکہ اونھوں نے دیکھا کہ مسلم کی پیشگوئی کہ مسیح موعود یوں معلوم ہو گا جیسے حمام سے نہا کر نکلا ہے اس خواب سے صاف پوری ہو گئی۔

سنہ ۱۹۰۶ء

سنہ ۱۹۰۶ء میں ایک اور واقعہ ہوا جسنے ایمانوں کو اور مضبوط کر دیا۔ وہ یہ کہ سنہ ۱۹۰۶ء میں ریویو کا ایک پرچہ آیا جس میں نبی کریمؐ کے ایک خط کا عکس چھپا تھا۔ وہ پرچہ ایک احمدی ایم۔ عبد و پڑھ رہا تھا۔ کہ ہمارے سلسلہ کا ایک مخالف منشی گویا کٹی نے دیکھا (یاد رہے کہ یہ گویا کٹی ای عبدالقادر کا بھائی نہیں ہے) اور دیکھتے ہی غصہ میں آ کر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور بہت سی گالیاں بھی دیں (ممکن ہے اس شخص کا آگے بھی ذکر آئے) لیکن خدا نے اس کو مہلت نہ دی اور جلد ہی پکڑا گیا۔ فالج کی مرض اسپر حملہ آور ہوئی یہ وہ شخص ہے جسکو مالاباری احمدی مالابار کا ڈوئی کہتے ہیں اس شخص کے بعد اس میں اور واقعہ نہیں ہوا۔

سنہ ۱۹۰۷ء

سنہ ۱۹۰۷ء میں پھر کے۔ ایم ابراہیم نے ایک خواب میں مسیح موعودؑ کو ایک مجلس میں دیکھا۔ اس مجلس میں ایک . . . . . نہایت بزرگ اور پتلے دبلے اور خوبصورت آدمی کو دیکھا جنکی عمر ۸۰ برس سے زیادہ ہو گی اُنکو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ مجھکو خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ

میں تم کو حکم دوں کہ تم سورۃ والضحٰے پڑھا کرو۔ اور خود ساری سورت پڑھکر سنائی پھر کے۔ ایم ابراہیم صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو الم نشرح لک صدرک پڑھنے کا حکم دوں۔ تب کے ایم۔ ابراہیم نے جرأت کی اور پوچھا کہ کیا خدا نے حضور کو بھی کچھ پڑھنے کے لیے فرمایا ہے۔ فرمایا ہاں اور وہ یہ ہے لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل الخ۔

صبح کو اٹھکر انھوں نے فوراً ہی حضرت کو یہ لکھدیا کہ ہم لوگ آپ کو برحق مانتے ہیں۔ گویا یہ وہ پہلا یا دوسرا بیعت کا خط تھا جو مالابار سے آیا۔

اسوقت تک مالاباریوں کو برابر ایسے نشانات دکھائے جا رہے تھے جو ازدیاد ایمان کا باعث تھے۔

اور اُن کی بنیادوں کو مضبوط کیا جا رہا تھا۔ اور کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا جس سے ان کے ایمانوں میں کمزوری اور خامی رہ جاتی۔ پہلے انکو مضبوط کیا گیا اور یہ ساری مضبوطی آنے والی تکلیف کے لیے تھی جو جلد ہی آنے والی تھی اب ادھر شورش کا آغاز ہوتا اور مشکلات کا دروازہ کھل جاتا ہے اور ان کے ایمانوں کا امتحان ہوتا ہے۔ (باقی آئندہ)

محمود احمد

جنازہ غائب مکرم جناب حاجی غلام جبار صاحب بریلوی کے بھائی جناب غلام جیلانی بریلوی ۲۶ر دسمبر کو رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عجیب بات ہے کہ مرحوم نے وفات سے ایک روز پہلے ہی حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا اور دوسرے ہی دن جنت الفردوس کو رحلت فرما ہوئے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

درخواست دعا مکرم جناب عبدالوہاب صاحب بریلوی روحانی اور تجارتی ترقی کے لیے دعا کی تحریک کرتے ہیں دوست دعا فرمائیں۔

ہمارا سالانہ جلسہ

اور اس پر آنے والے!!!

سب حمد و شکر اس خدائے برتر کے لیے ہے جسکے فضل کے ماتحت ہم دن رات ترقی کر رہے ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ ہم بڑے زور سے اعلان کر رہے تھے کہ جلسہ آ رہا ہے۔ مگر اب اور حالت ہے۔ بجائے اس کے اس کی کیفیت ذکر پڑھا جا رہا ہے۔ خدا کے فضلوں کے تحت یہ ایک بہت کامیاب جلسہ تھا۔ یا قیامت من کل فج عمیق کا پورا نظارہ نظر آتا تھا سالانہ جلسہ میں شریک ہونے کے لیے مالابار سیلون۔ افریقہ بنگال بہار کلکتہ بمبئی وغیرہ کے علاوہ تمام ہندوستان و پنجاب کی جماعتیں آئیں احباب جس اخلاص کے ساتھ آتے ہیں اسکا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اسدفعہ بٹالہ سے قادیان آنا نہایت ہی دشوار تھا۔ بارش کی وجہ سے جو ابتری پیدا ہو چکی تھی وہ کچھ کم نہ تھی بڑے بڑے امراء مرد اور عورتیں چھوٹے چھوٹے نازک بچے پیدل چلکر بارش میں قادیان آ رہے تھے اس مصیبت کو دیکھکر جس قدر منتظمین کے دل کو تکلیف تھی اسکی کیفیت خدا ہی کو معلوم ہے۔ یکہ والوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر احمدیوں کے کپڑے اتار نے چاہے ہے۔

جو تکلیف اس وقت احمدیوں کو ان یکہ والوں سے پہنچی۔ وہ ایسی تکلیف تھی جسکی کوئی تلافی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ سڑک کچی ہے۔ باوجود اس کے کہ آج تک بار ہا حکام کو اس کی نسبت توجہ دلائی گئی مگر افسوس کہ اس کی نسبت کچھ بھی شنوائی نہ ہوئی کہ اس کے کچے ہونے کی وجہ سے آئے دن اسپر بد ولے کے پڑتے ہیں اور لوگ لوٹے جاتے ہیں۔ بارش ہو تو یکوں کا کرایہ زیادہ۔ اور نہ ہو تو زیادہ۔ گورنمنٹ کے قوانین کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مگر کوئی ان کو پوچھتا نہیں۔

ہم نہایت ادب سے سرکار والامدار کی خدمت میں سڑک پختہ کرنے کے لیے عرض کرتے ہیں۔ تا غریب رعایا کا بھلا ہو۔ مہمان باوجود ان تکالیف کے قادیان پہنچے اور ہزاروں کی تعداد میں پہنچے۔

یہاں آکر مہمانوں کو مکانوں کی سخت تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ جگہ بہت کم ہے۔ مگر جس طرح بھی مسیح موعود کے فدائی اس تکلیف کو کاٹ لیتے ہیں۔

سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سے میں نے کہا کہ اگر چارپائی ہم سے نہ مانگیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ جو فقرہ اونھوں نے فرمایا وہ نہایت اخلاص سے بھرا ہوا تھا۔ فرمایا۔ کہ "ہم لوگ قادیان میں چارپائیوں پر سونے نہیں آتے"۔ اور انھوں نے زمین پر سونا پسند کیا اور سوتے رہے۔ اللہ اون کو جزائے خیر دے۔

ایک چندہ

احباب یہ بات نہایت خوشی سے پڑھینگے کہ عرب ابو بکر صاحب جنھوں نے پچھلے سال بیس ہزار چندہ دیا تھا۔ اس سال ان کی طرف سے

۲۵۰۰۰

پچیس ہزار

دینے کا اعلان ہوا ہے۔

مراسلات

احمدیان ماریشس

موریشس ایک ہندوستان کے جزیروں میں سے ایک مشہور جزیرہ ہے جس کی آبادی چار لاکھ نفوس کے قریب ہے جس میں پنتالیس ہزار مسلمان ہیں۔ اس جزیرہ میں احمدیہ جماعت کے سب سے پہلے مبلغ حضرت صوفی غلام محمد صاحب ہیں۔ آپ کی شب و روز محنت اور دعاؤں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں کے طفیل اس جزیرہ میں قریباً ۵۰۰ احمدی نظر آتے ہیں۔

احمدیوں کے قبضہ میں اس وقت ایک عظیم الشان مسجد بھی ہے۔ جو کہ احمدیوں کے ہیڈ کوارٹر روزہل میں واقع ہے۔ وہ مسجد ہمیشہ سے غیر احمدیوں کے قبضہ میں تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی عجیب و غریب نصرتوں نے اس کو آج ہمارے ہاتھوں میں دے دیا۔

برادران! آپ غور فرماویں کہ ایک ملک میں جس میں چار لاکھ نفوس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف ہیں اور خصوصاً وہ ۴۵ ہزار غیر احمدی جن کے قبضہ سے وہ مسجد نکلی۔ اور ہمارے قبضہ میں آئی۔ وہ سب کے سب اس مسجد کے حاصل کرنے میں سرتا پا زور لگا رہے ہیں۔ تاکہ وہ مسجد ہمارے قبضہ سے نکل جاوے۔ اور اس سے نہ صرف وہ احمدیان موریشس کے مذہب کو باطل قرار دیں بلکہ ہمیشہ کے لیے۔ وہ ہم کو اپنی مسجدوں سے خارج کر دیں۔

غرض یہ ایک جنگ ہے۔ جو کہ اسکے حاصل کرنے کیلئے شروع ہے۔ اور آج اسپر ایک سال کے قریب عرصہ گزر گیا۔ طرفین کے وکیل عیسائی۔ جج عیسائی غرض سب عیسائی کام کر رہے ہیں۔ مگر خدا کے فضل سے عدالت میں برابر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ لوگ شوق سے آتے قرآن و حدیث سے بحثیں ہوتی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ مثل میں حضرت صاحب کی کتب فائل کی گئی ہیں۔ غرض یہ ایک بہت بڑی جنگ ہے جس میں آپکے بھائیوں کی چھوٹی سی جماعت مبتلا ہے۔

برادران! اس مسجد سے معاملہ یہاں تک ترقی کر گیا ہے کہ ہمارے احمدی احباب کو مالی معاملات میں سخت دقتیں واقع ہو گئی ہیں۔ اور کاروبار کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اور اگر جلد جلد خدا نے کوئی راہ نہ کھول دی تو اندیشہ ہے کہ کمزور طبیعتیں ٹھوکر نہ کھائیں ●

اسلیے آپ کے بھائی جو کہ جزیرہ موریشس سے آپ لوگوں کی زیارت کے لیے اس جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لیے دور دراز سفر طے کر کے آئے ہیں۔ آپ سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ اس مقدمہ کے لیے احمدی احباب کی مالی۔ روحانی جسمانی حالتوں کی ترقی کے لیے آپ لوگ دعا فرمائیں۔ تا ہم اصل مقصد کو حاصل کر سکیں نیز احمدی جماعت کی ترقی کے لیے دعا فرمائیں۔

المشتہر

میں ہوں آپ کا بھائی

خاکسار سلیمان اسنملے سکرٹری انجمن احمدیہ موریشس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیارے شیخ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرے سفر میں بعض حالات اور واقعات مجھے ایسے ملتے ہیں۔ ان کا اندراج اگر اخبار میں ہو تو امید کی جاتی ہے کہ کسی سعید روح کے لیے مفید ہو۔ پس میرا ارادہ ہے کہ ان میں بعض کو آپ کی خدمت میں بغرض اندراج اخبار پیش کرتا رہوں۔ انمیں ایک واقعہ مندرجہ ذیل ہے۔ اور کم فرصتی کی وجہ سے اختصار کرتا ہوں کہ میں موضع سعد اللہ پور ضلع گجرات میں عصر کے وقت پہنچا۔ وہاں مولوی غلام علی صاحب مدرس ہیں جو کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے چچا زاد بھائی ہیں۔ رجسٹر معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا چندہ معہ ر ماہوار ہے۔ دریافت کیا کہ تنخواہ کس قدر ہے تو پتا لگا کہ للعہ ماہوار۔ رجسٹر دیکھنے سے اور بھی علم ہوا کہ معہ ر ماہوار کے سوا اسکے اور بھی چندہ درج ہے جو کہ سوائے تنخواہ کے آمد ہے اُسکی چوتھائی چندہ میں دی جایا کرتی ہے۔

رات کو ایک جگہ پر مستورات کو بلا کر مجھ سے وعظ کرایا گیا۔ صبح جمعہ تھا۔ جمعہ میں ایک شخص پایا گیا جس کی جماعت سے غیریت اور اجنبیت پائی جاتی تھی۔ معلوم ہوا کہ صاحب نمبردار وہ ہیں اور ان کی اہلیہ احمدی ہے۔ اور رات وعظ میں شامل تھی۔ اس نے اون کی خوشامد کر کے بھیجا ہے کہ احمدیوں کی وعظ کو سنیں۔ خیر جمعہ ہوا اور یہ صاحب بھی بعد ادائگی جمعہ اپنے کام چلے گئے۔ احمدی احباب نے مجھے آگے جانے سے روک لیا۔ اور گذشتہ رات کی طرح مستورات کو اسی جگہ اکٹھا کر کے پھر وعظ کرایا۔ مستورات میں دین کی محبت اس قدر پائی گئی کہ بعض اپنے گھروں میں تالے لگا کر مقررہ وقت پر مقام پر پہنچیں۔ چار عورتیں ان میں ایسی پائی گئیں جنکے خاوند ابھی احمدی نہیں ہوئے۔ ایک حال بالخصوص قابل ذکر ہے۔ جو کہ نمبردار غیر احمدی کی اہلیہ ہے۔ نمبردار نے اپنی ۱۳ سالہ اسامی

لڑکی کو غیر احمدی کی طرف منسوب کیا ہوا ہے۔ اور نمبردار غیر احمدی کی اہلیہ احمدیہ کو اس سے سخت بےچینی اور اضطراب ہے۔ میں احمدی بہن کا یہ قلق سنکر نمبردار صاحب کی خدمت میں اون کے گھر پہنچا۔ نمبردار صاحب کو اپنے فہم کے مطابق احمدی بہن کے روبرو سمجھایا۔ جس پر اُس نے کہا کہ میری طرف سے بیعت کا خط لکھا جاوے۔ اور یہ بھی کہا کہ رشتہ کا بدل نہیں ہو سکتا ہے۔ میں نے بیعت کا خط ملتوی کر دیا۔ اور زور دیا کہ پہلے اپنے سارے معاملات کو احمدیت کے ماتحت کریں یا کم سے کم ارادہ کا مصمم کریں پھر بیعت کا خط لکھنا۔ اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔ جب وہاں پہنچا جہاں میرا ڈیرہ تھا اور جس جگہ سے میں نے روانہ ہونا تھا تو وہاں وہی احمدیہ بہن نمبردار کی اہلیہ پردہ کیے پہنچی اور کہا کہ میں ایک پیام لے کر آئی ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں میرا اسلام پہنچایا جاوے۔ اور دعا کی درخواست گزرانی جاوے۔ کہ میری لڑکی غیر احمدیوں کے تعلق سے بچ جاوے پیام کے وقت وہ رو رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی کہ میری لڑکی آگ سپرد ہو رہی ہے۔ ضرور درخواست گزرانیں۔ اور خود بھی سفر میں دعا کریں۔

اسکے سوا ایک اور بہن کا ذکر نصیحت سے خالی نہیں۔ ہدایت کا سبق ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ایک دفعہ جلسہ پر پہنچنے کے لیے خرچ نہیں تھا۔ للعہ روپے قرض لیکر پہنچے۔ اللہ تعالیٰ جلدی سے قرضہ کی ادائیگی کی توفیق بخشی دوسری دفعہ پھر وصیت ادا کرنا تھا اور سارے گھر نے جلسہ پر جانا ٹھانا ہوا تھا۔ کچھ کپڑے فروخت کیے۔ اور تقریباً للعہ قرضہ بھی اٹھایا وہ بھی ادا کی گئیں چندے دیئے گئے۔ مولی نے ایسے اسباب مہیا لیے۔ کہ میرے خاوند کی کمائی میں برکت بخشی کہ تھوڑے ہی دنوں میں قرضہ سے سبکدوش کر دیا۔

اگر غور کیا جاوے تو ان ہر سہ واقعات میں سے ایک سبق ملتا ہے۔ للعہ ماہوار آمدنی سے معہ ماہوار چندہ۔ اور قرضہ اُٹھا کر جلسہ پر پہنچنا۔ اور قرضہ کی سبکدوشی پر اللہ تعالیٰ کے پاک ارشاد ان تنصروا اللہ ینصرکم کی تصدیق پایا جانا بھی تو اپنے اندر ایک قدر و منزلت رکھتا ہے۔ اُس احمدی بہن کا باوجود نمبردارنی ہونے اپنے گھر کو چھوڑ کر ایک مسافر کے پاس دوسرے گھر میں دعا کی درخواست کرانیکے لیے آنا۔ اور اپنے خاوند غیر احمدی نمبردار ہونے کی صورت میں اسقدر اخلاص مند قابل غور ہے اور حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک بین دلیل ہے۔

کیا؟ نبی کے خادموں کے سوائے اور لوگ بھی اپنے اندر اسقدر اخلاص اور درد رکھنے والے دیکھے گئے۔ کہ منکر یا متردد کی طرف اپنی لڑکی کے نکاح کو دوزخ کی طرف سپردگی تصور کرے۔ اور ایمان لاوے کہ میری لڑکی آگ کے سپرد ہو رہی ہے البینہ سے تفرقہ پیدا ہو گیا۔ وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءتھم البینہ۔

سبحان اللہ! اس سورۃ میں یہ اخلاص یہ درد یہ ہمت کیوں پیدا ہوئی کس نے اس کے اندر رچا دیا کہ احمدی کی شان سے بعید ہے غیر احمدی کے نکاح میں اپنی پیاری لخت جگر کو سونپ دے۔ کس نے اس کو دعا کروانے کی طرف توجہ دلائی ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب

کیا یہ کمزور واقعہ کا امر ہے۔ یہ بجلی تیز آخر یہ کبھی تو امتیاز کی صورت میں اپنا اظہار پکڑے گی۔

منارۃ المسیح کی تکمیل

اور

مسجد احمدیہ کی لنڈن میں بنیاد

ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو لنڈن میں ایک مسجد قائم کرنے کی طرف خاص توجہ ہے حضرت نے اسکے لیے تیس ہزار کی اپیل کی ہے لیکن یہ خوشی کا مقام ہے کہ گیارہ ہزار روپیہ قادیان کی غریب جماعت نے حضرت کے ارشاد پر جمع کر دیا ہے لوگوں کی قربانی کا اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ ٹریننگ کلاس کے طلبا جو صرف ۱۸ کی تعداد میں ہیں اُنھوں نے قرض ہو کے اوپر رقم پیش کی ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے غریب طلبا جنمیں اکثر وظیفہ خوار ہیں اُنھوں نے تین سو روپیہ جمع کرکے حضرت کے سامنے پیش کیا ہے

میں ان چندوں کو تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ اگلے پرچہ میں درج کروں گا۔

یہ تحریک ابھی ہو ہی رہی تھی کہ آج حضرت نے تکمیل مینار کے لیے بھی حکم فرما دیا ہے۔ کہ ادھر مسجد کی بنیاد رکھی جائے اور اُدھر منارۃ المسیح کی تکمیل ہو تخمینہ لگایا جا رہا ہے۔ قادیان کے احباب قربانیوں کے لیے اپنے دامن کو وسیع کر رہے ہیں۔

اے احمدیہ جماعت تجھے مبارک ہو کہ وہ دن آ پہنچے جنکی تو انتظار میں تھی۔ آسمان پر خدا تیری نصرت کے لیے انتظام کر رہا ہے۔ منارۃ المسیح کی تکمیل سے تمام وہ برکات جو اس سے وابستہ ہیں پھر نازل ہوں گی۔ اے خدا ایسا ہی کر۔

آمین

سفرنامہ

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

گذشتہ سے آگے

(سلسلہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے اخبار الحکم ۲۱ دسمبر ۱۹۲۵ء)

ہندوستان میں اگرچہ ازہر یونیورسٹی کی نظیر کم ملتی ہے۔ مصر میں ناظرین کرام کو ازہری طلبا کی اخلاقی حالت کا نقشہ مثال مجسمہ ہی میں پورے طور پر دکھلا دیتا۔ تاہم میں آپکی توجہ ... داتاؤں کے لنگروں کی طرف کھینچتا ہوں۔ جنہوں نے سادہ لوح مسلمانوں کے مخلصانہ نذروں کی بدولت سیکڑوں اور ہزاروں جوان مردوں کو جو انہی کے روپے کے ذریعے سے اجتماع بشری کے لیے مفید کارکن ہو سکتے تھے۔ صرف کاہل و بے سود نہیں بلکہ مضر ہستیاں بنا رہا ہے۔ سوائے کھانے پینے اور آپس میں کم از کم گالی گلوچ ہونے یا غیبت و عیب جوئی کرنے .... اور زیادہ سے زیادہ جتنے کمینے اور گندے اخلاق متصور ہو سکتے ہیں ان سے سب تو ہوتے ہیں گویا اس کے سوا اور کوئی شغل ہی نہیں۔ قوم نے جان بوجھ کے بحال کر لیے روپے سے اپنے اتنے افراد کو خود اپنی بربادی کے لیے چنا کر لیا ہے۔ اگر قوم نے خواہ مخواہ ایسی نذریں چڑھانی ہی ہیں اور مفت خانے ضرور کھولنے ہی ہیں تو اور اسے انہیں اپنے عاجز و بیکس تعداد کی پرورش ہی کرنی منظور ہے۔ تو کیا اچھا ہو کہ عقلمند اس روپے میں سے ایک حصہ ان مفت خوروں کی تربیت و تعلیم کے لیے بھی معین کر کے ان کیلیے مربی استاد کا انتظام بھی کرے تا وہ صرف مفت خورے ہی نہ رہ کر .... اپنی قوم کی تباہی کا باعث ہونے بلکہ اس کے لیے مفید کارکن ہونے اس کے ثابت ہوتے۔ بیشک ازہر اپنا روپیہ ہزاروں کی تربیت پر صرف کر رہا ہے۔ لیکن افسوس وہ تربیت خلاف توقع ایسی تربیت ہے کہ نہ وہ انکے اخلاق کو سنوارتی ہے اور نہ ہی اون کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ جہاد زندگانی میں ثابت قدم ٹھہر سکیں۔ وہ ایسی دقیانوسی تربیت ہے کہ جو آج سے ایک دو ہزار برس پہلے کچھ کام دے سکتی تھی۔ وہ ایسے تربیت یافتوں کی مثال ایسی شخص کی سی ہے جو تیر کمان اور گوپیہ غلیلے لیکر بندوقوں توپوں کے مقابل میدان جنگ میں نکلتا ہے۔ ایسے شخص کا حشر کہ جہان میں سوائے موت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس جب وہ اپنی پرانی پونجی کے ساتھ نئے بازار میں نیا سامان معیشت خرید نہیں سکتے تو آخر زندگی بسر کرنے کے لیے انھیں مجبوراً ایسے ذریعے تلاش کرنے پڑتے ہیں جن کا لازمی نتیجہ بد اخلاقی ہوتا ہے۔ اور یہ قومی اجتماع کے لیے ایک موت ہے اسلیے کہ بد اخلاقی قومی شیرازہ کو بند بند سے علیحدہ کر کے بکلی ملیا میٹ کر دیتی ہے۔ اور پھر دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیسا ہی کیوں ازہر یا اس قسم کی دوسری تعلیم گاہ ہو [illegible]

فاسد اخلاق رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ خود ازہر اپنی ترکیب میں اپنی ذات کے لحاظ سے کوئی اتنا بڑا نقص نہیں جتنا کہ ..... اسکے محیط کے

حالات جدیدہ کی تاثیر سے

اس نے اون کو ایسے اجتماع کے لیے تیار کیا ہے جو آج موجود نہیں۔ یا اگر وہ کچھ ہے تو صرف ازہر کی چار دیواری کے اندر ہی ہے اور باہر اسکے ارد گرد ایک بالکل نیا شہر قاہرہ ہے جس کے موجود رہنے والوں اور وہاں کے ساکنین قدماء کے طرز معیشت کے درمیان وہی فرق ہے۔ جو اس موجودہ قاہرہ اور پرانے قاہرہ کے درمیان تھا۔ پس وہ بیچارے تو اس قدیم قاہرہ کے رہنے کے لیے تیار ہوئے تھے مگر انھیں ایسے شہر میں رہنا پڑ گیا جسکے زراعتی و تجارتی اسباب معیشت و وسائل اکتساب و کل آداب بود و باش سے بالکل نا واقف ہیں۔ اسلیے ضرور تھا کہ وہ مبارزہ حیات میں بالکل رہ جاتے ہیں۔ یا وہ ایسے طریقے اختیار کرتے ہیں جو اخلاقی نکتہ کے لحاظ سے نا شائستہ حرکات تصور کیے جاتے ہیں۔ تربیت کا نکتہ خیز یہ ہونا چاہیئے کہ وہ تربیت حاصل کرنے والے میں ایک ایسی آزادی قدرت پیدا کر دے کہ جس سے وہ اپنے اور محیط کے درمیان [illegible] مطابقت و موافقت پیدا کر سکے۔ یا تو خود محیط کو اپنے ارادے کے مطابق کر لے یا اپنے ارادے کو محیط کے ارادے کے باہم متفق کر لے لیکن ازہر کی تربیت تو [illegible] کی معداق ہے۔ اور اس واسطے میرے ایک مصری دوست ڈاکٹر حامد موسیٰ صاحب نے ازہر کے ذکر پر جھنجھلا کر یہ کہا کہ میرا اختیار ہو تو میں ازہر کو جڑ سے اکھاڑ دوں۔ اور غالباً ہر ایک نوجوان تعلیم یافتہ مصری کی یہ تمنا تھی۔ لیکن اصلاح کے ہوتے ہوئے بیمار [illegible] کی ہی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور مجھے اس وقت بعض اعتدال پسند علماء سے سنکر قدرے خوشی ہوئی تھی کہ ازہر کی اصلاح کا چھوٹے بڑے ہر ایک کو احساس قوی ہے۔ اور عنقریب اسکے لیے بعض تجویزیں ہونے والی ہیں جو کہ مجھے معلوم نہیں کہ کہاں تک [illegible]

ہم زندہ قوم ہیں

زندہ قومیں - دنیا میں ترقی کرنے والی قومیں - دراصل وہی ہوتی ہیں جو کہ خدا کے نبی اور مامور مرسل کے ذریعے زندہ کی جاتی ہیں ؛

آج تمام دنیا کے اندر صرف ایک ہی جماعت ہے جو کہ خدا کے مامور اور مرسل کے ذریعے زندہ ہوئی - اور وہ ہماری جماعت ہے ہماری جماعت جس قدر بوجھ کے نیچے دبی ہوئی ہے - وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں - ایک چھوٹی سی جماعت تمام دنیا کے مقابلے میں اپنا کام کر رہی ہے - اس جماعت نے ہندوستان کے مختلف مشنوں کے علاوہ ہندوستان سے باہر سیلون - ماریشس اور لنڈن میں اپنے مشن قائم کیے اور سب سے بڑھکر اب امریکہ میں بھی اپنا مشن قائم کرنے کی زور سے تیاری کر رہی ہے -

مسٹر ... رپورٹ حاصل کر چکا ہے - صرف جہاز کا انتظار ہے - وہ دن قریب ہے بلکہ دروازہ پر ہے کہ یہ خبر آپ کے کانوں کو خوش کرے گی کہ ہم نے امریکہ کے قلوب کو فتح کر لیا -

لنڈن میں ہمارا مشن آجتک غیروں کے مکانوں میں رہا - اور ہم ایک گویا ... کی حیثیت سے تھے - ہمارے پاس کوئی مسجد نہ تھی - ہمارے پاس ... کوئی ایسا مکان نہ تھا جس پر ہم بحیثیت ایک مالک کے قابض ہوں -

ہماری ضرورتیں ہم کو مجبور کر رہی تھیں کہ ہم کوئی مسجد لنڈن میں قائم کریں - آخر خدا تعالیٰ کے پیارے خلیفہ نے ۶ تاریخ بعد نماز ظہر اس کے لیے تحریک فرمائی دو چندہ دہندوں نے ۵۰۰ روپیہ دیدیا - عصر کے بعد حضرت نے ایک اجلاس کرنے کا اعلان فرمایا - جو کہ مغرب کے بعد منعقد ہوا - حضرت نے ایک مختصری تقریر فرمائی اور اس تقریر کا مفہوم یہ ہے - کہ جانوروں میں بھی ... کی عادت پائی جاتی ہے وہ بیٹ بھر کے کھانے کو کیدم کھا لیتے ہیں - پھر آہستہ آہستہ ایک بچلی کے ساتھ تھوڑا نکال کر اس کو چباتے رہتے ہیں - اور اس کا مزہ لیتے ہیں - یہ عادت قریباً سب جانوروں میں پائی جاتی ہیں - جو جگالی نہیں کرتے - کرتے تو وہ بھی ہیں مگر ان کا طریق اور ہے - اس طرح آدمی بھی ایسا ہی کرتے ہیں - مثلاً ایک لیکچر میں جاتے ہیں - وہاں ایک تقریر کو سنتے ہیں - تو پھر گھر آکر اسکی کیفیت بیان کرتے ہیں اس کو دہراتے ہیں ؛ جو وہاں سنتے ہوتے ہیں - دونوں کی وہ تقریر سنی ہوتی ہے مگر دونوں ہی پھر اس کا اعادہ کرتے ہیں - اور ایک کہتا ہے کہ پھر ان صاحب نے یہ کہا کرو دہرا تکرار کرتے ہیں - حالانکہ دونوں وہاں موجود تھے یہ بھی جگالی ہے پس جگالی سب کرتے ہیں - مگر ان کا طریق اور ہے - لیکن جب کھانا کھانے کے بعد فوراً ہی کوئی کام آپڑے تو پھر جگالی نہیں ہوتی تو گویا جگالی مزہ لینے اور آرام کرنے کے لیے ہوتی ہے - اور جو قومیں ترقی کر رہی ہیں ان کو کام کے بعد کام پڑتے ہیں - ان کو آرام کرنے اور جگالی کرنے کا وقت کم ملتا ہے -

پہلے ہم جلسے کے بعد کچھ آرام کرتے تھے اور ان تقریروں کو لوگ اپنے ذہنوں میں دہراتے اور مزہ لیتے لیکن خدا کا احسان یہ خاص فضل ہے کہ جلسے کے معاً بعد ہی ایک کام نکل آیا ہے - اور وہ یہ ہے کہ لنڈن میں آجتک ہمارے پاس کوئی مسجد نہ تھی - بلکہ کرایہ کے مکانوں میں ہم رہتے تھے - ان میں یہ دقت بھی تھی ہمارے مبلغ اذان بھی دے نہیں سکتے تھے ذرا ماذان دی اور دوسرے کرایہ دار نے کہا کہ اس کو بند کردو - دوسرے ابھی مالک مکان نے لکھا کہ مکان خالی کرا لیا ہے - اس مکان سے خالی کرنے سے یہ مت خیال کرو کہ لنڈن کوئی معمولی سا شہر ہے وہ ایک مکان سے اٹھکر دوسرے میں چلے جاتے ہوں گے - نہیں - بلکہ وہ ایک سو میل لمبا چوڑا شہر ہے ایک جگہ سے اگر دفتر اٹھتا تو پھر کہیں نزدیک جگہ نہیں ملتی - یوں خیال کرو کہ اگر لاہور میں ایک دفعہ تھا تو دوسری دفعہ راولپنڈی چلا گیا - اس سے ایک تو آنے والے مہمانوں کو سخت دقت ہوتی ہے کیونکہ ایسی جماعت کی طرف لوگ توجہ نہیں کرتے جس کا کوئی ٹھکانا نہ ہو - کیونکہ لنڈن ایک علمی شہر ہے - وہاں گلگت بازیاں بھی علمی ہوتی ہیں - ایک دو آدمی ... کا کوئی مستقل ٹھکانا نہیں ہے - اس لیے لوگ جبتک مسجد نہ ہو پوری توجہ نہیں کرتے پھر مسجد کے جو برکات ہیں انکا نزول نہیں ہوتا - جس جگہ اذان ہوتی ہے وہاں پھر شیطان نہیں رہتا - وہ اپنا بوریا بسترہ وہاں سے اٹھا لیتا ہے اور ملائکہ کا وہاں نزول ہوتا ہے - پس ہمکو لنڈن میں اپنے مشن کے مستقل کرنے کے لیے ضرورت ہے کہ ہم وہاں ایک مسجد قائم کریں اور اسکے ساتھ ایک دفتر کی عمارت بنائیں - لنڈن کے قریب ... میں ایک چھوٹی سی مسجد اور دفتر بنانے کے لیے کم از کم

۳۰۰۰۰ تیس ہزار

کی ضرورت ہے یہ روپیہ اسی ہفتہ میں پورا ہونا چاہیے میں سب سے پہلے قادیان میں اس کے لیے تحریک کرتا ہوں - پھر باہر بھی تحریک کروں گا - لنڈن میں آج پونڈ کی قیمت گری ہوئی ہے - اسلیے لنڈن میں ہمارا تیس ہزار - ہمکو چالیس ہزار یا پچاس ہزار ہوکر لے گا - پس اس سے بڑھکر ہمارے لیے اور کوئی بہتر موقع نہیں جس میں ہم اپنے اس کام کو کر سکیں -

اس روپیہ کو کوئی بہت بڑی رقم مت خیال کرو کیونکہ لنڈن میں ہر چیز گراں ہے لنڈن میں ایک معمولی ... ۱۲ آنہ کو ملتی ہے - ہمارے ملک میں اب بھی ایک روپیہ میں پیٹ بھر سکتا ہے - ہمارے ملک میں مزدور کی مزدوری ... ہے لیکن لنڈن میں سات روپے سے لیکر دس روپیہ تک ہے - پس ان گرانیوں کی وجہ سے یہ رقم کوئی بڑی رقم نہیں -

میں اس قسم کی تجویز بھی کر رہا ہوں کہ ہماری مسجد بھی بنجائے

سفرنامہ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

از ہر کو بغیر الحال یہیں توپوں کے حوالے کرتے ہوئے میں ناظرین کرام کی توجہ کو ہندوستان کے لنگر خانوں کی طرف مبذول کرتا ہوں جہاں ہزاروں روپیہ صرف اجتماعی بربادی و خرابی میں خرچ ہوتے ہیں۔ جس قسم کے لوگ وہاں پلتے ہیں ان سے ہر کوئی آگاہ ہے۔ وہ لنگر خانے کیا ہیں؟ معطل و مفسد خانے ہیں۔ ہر ایک فلکزدہ جو ابواب معیشت کے کھولنے سے عاجز ہے یا اس لیے عاجز و کم ہمت ہو گیا ہے کہ اس کے لیے لنگروں کا در امید ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ وہ ان میں پناہ گزین ہوتا ہے۔ اور اسطرح ایک طرف قوم کے کارکن یا کارآمد افراد میں سے ایک عدد کم کرتا ہے۔ اور دوسری طرف اس نقصان یافتہ زیاں خوردہ قوم کے خزانہ مال سے مفت کا حصہ لیکر اسکے لیے ایک بار زائد ہو جاتا ہے۔ کاش کہ وہ حصہ ایسے طور پر خرچ ہوتا کہ جس سے اپنا ہی حال روزگار مستقبل سنورتا۔ اور اسطرح اگر وہ قوم کے لیے مفید شخص ثابت نہ بھی ہوتا تو کم از کم وہ مفت کا بار دائمی نہ رہتا۔ ایک شخص جو فی الواقع کام کاج کرنے سے عاجز ہو گیا ہے۔ اگر کسی لنگر خانے میں کھاتا پیتا۔ اور آرام سے اپنی زندگی کے باقی دن گزارتا ہے ایسے آدمی کا کوئی ہو یا نہیں۔ قوم کا فرض ہے کہ وہ اسکی مدد کرے کیونکہ وہ اس میں سے ایک ایسا فرد ہے جو ایک وقت تنومند صحیح و سالم ہونے کی حالت میں قوم کیلیے ایک اجتماعی خدمت ادا کرتا تھا۔ اور اب ناتواں ہو گیا ہے۔ کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ اگر ہندوستان کے لنگر خانوں کی پرورش پانے والے اسی قسم کے لوگ ہوتے تو بھی تھا کہ وہ ایک کام مفید کر رہے ہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے لیے جائے پناہ ہو گئے ہیں۔ جنکو پنجابی میں ہٹے کٹے مستنڈے کہتے ہیں۔ اور پھر وہ اس مفت خوری کو شکریہ کے ساتھ نہیں بجا لاتے۔ بلکہ دن رات لڑائی جھگڑوں گالی گلوچ چوری چکاری اور دوسرے بدمعاشیوں میں گزارتے ہیں سو وہ اس طرح قوم کے لیے ایک مصیبت و آفت ہو جاتے ہیں۔

مجھے اس مضمون کو ذرا لمبا کرنے پر لاہور کی حالت ہی نے تحریک نہیں کی بلکہ مصر کے زاویوں میں سے خاص کر ہندی زاویہ کی یاد نے مجھے ابھارا کہ اپنے سفرنامے میں اس افسوس بھری داستان کا بھی ذکر کر دوں جبکہ اسلامی حکومت کا پھریرا مشرق سے مغرب تک لہراتا تھا اسوقت یہ ضرورت سمجھی گئی تھی کہ مسافروں کے لیے ہر ایک بڑے شہروں میں زاویے (سرائیں یا مہمان خانے) بنائے جائیں یہ ہیں وہ آگرہ ترین اور آرام گریں ہر ایک ملک کے باشندوں کے لیے جدا جدا زاویے ابتک موجود ہیں افغانوں کا زاویہ۔ ہندی زاویہ۔ ترکی زاویہ حبشی زاویہ علی ہذا ہر ایک زاویہ کیلیے جائدادیں بھی وقف کی گئی تھیں۔ جن کی آمد مہمان نوازی و زاویے کی تعمیر و مرمت و اسکے محافظوں کے اخراجات کے لیے بہت کافی ہوا کرتی تھی۔ اور ہے۔ وہ زاویے پختہ خوبصورت وسیع عمارتیں ہیں۔ اور اکثر غریب الوطن طالب علم رہتے ہیں۔ اور مسافر بھی وقتاً فوقتاً آ کر رہتے جاتے ہیں۔ انہیں کھانا وغیرہ وہیں سے ملتا ہے۔ بلا ریب میں دوسرے زاویوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ لیکن جونہی کہ میں ہندی زاویہ میں داخل ہوا تو اپنے آپ کو ایک میلے کچیلے گندے مکانوں کے اندر میلے کچیلے حقے باز بھنگی سیاہ فام ہندی شہدوں کے درمیان پایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پچھلے پاؤں پھرا۔ شرم و افسوس کے مارے میری عجیب حالت تھی گویا ہندی زاویہ ان دور دراز ملک میں ہو بہو یا کچھ زیادہ ہندی تکیوں کا نمونہ تھا۔ اس لیے میں قوم کو تکیاں کے

لنگر خانوں و تکیوں کی اصلاح کی طرف ذرہ شدید لہجہ میں توجہ دلاؤں تو معذور ہوں۔ یہی لنگری مفت خورے ان ملکوں میں جاتے ہیں جن کو دیکھ کر عرب اپنے بچوں کو ڈرانے کے لیے کہا کرتے ہوئے "ہندی" کہتے ہیں میں آگے چلکر بتلاؤں گا کہ وہاں کے اکثر لوگوں کا ہندی تصور کیا تھا۔

میں اس جگہ یہ ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمارے قادیان کا مہمان خانہ اگرچہ مذکورہ بالا مفاسد سے الحمد للہ ابتک پاک ہے۔ لیکن تاہم یہ ڈر محسوس ہو رہا ہے۔ کہ کہیں اپنی غفلت سے ایک مدت کے بعد اس بھی ایسی حالت نہ ہو جائے اسمیں بعض ایسے بھی مہمان ہیں جو اپنے اہل وطن کی مخالفت سے . . . .

یا مسیح موعود کی محبت میں قادیان میں ہجرت کر آئے ہیں وہ یہاں کئی برسوں سے بود و باش کر رہے ہیں الحمد للہ وہ یونہی وقت ضائع نہیں کرتے۔ اپنی اصلاح میں صبح و شام کوشاں ہیں۔ دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بہت کچھ کر چکے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ انجمن انکے کارآمد وجود بنانے کی طرف توجہ کرے اور ایسے لوگوں کے لیے ایک وقت معین ان کی تعلیم کے لیے انتظام کرے جب وہ اس قدر تعلیم و تربیت حاصل کر لیں کہ وہ تبلیغ کر سکیں اون کو اپنے وطن میں پہنچا یا جائے جہاں امید ہے کہ یہ مہاجر فی سبیل اللہ جہاد فی سبیل اللہ میں بے ڈر کوشش کرینگے۔ اور اسطرح وہ عند اللہ ثواب عظیم کے مستحق ہوں گے۔ اور انجمن قوم کے روپے کو مفید صورت میں خرچ کر کے اپنی امانت گراں کی کما حقہ رعایت کرے گی۔ اس میں مستقبل میں جو جو فائدے ہو سکتے ہیں اپنے بیان کی ضرورت [illegible] نہیں یہ ایک مبارک تجویز ہے۔ جس سے امید قوی ہے کہ کارگر قوم حضرت [illegible] ہوگا۔ (باقی انشاء اللہ تعالی آئندہ)

لنڈن کی مسجد اور مدرسہ احمدیہ میں چندہ کا جوش

مدرسہ احمدیہ قوم کا ایک عربی مدرسہ ہے یہ وہ مدرسہ احمدیہ ہے جو کہ ایک مدت تک صاحبزادہ اولوالعزم کے ہاتھوں میں رہا۔ اور پھر خاندان نبوت کے دوسرے دونو چراغ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے اور مرزا شریف احمد صاحب کی زیر تربیت رہا۔ یہ مدرسہ محض اسلیے کھولا گیا کہ قوم میں علما پیدا کیے جائیں ایثار اور قربانی کے مجسمے پیدا ہوں۔ بچوں کو خدا کے نام کی عزت پر مٹنا سکھایا جائے۔ یہ بچے جو اسوقت مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اُن کی تعداد ۱۴۲ کی ہے۔ انیس بیس دس بارہ بچوں کے سوا باقی سب غریب اور یتیم ہیں جو کہ اپنا خرچ خود نہیں دے سکتے۔ انجمن یا قوم اُن کو تیار کر رہی ہے کہ وہ کسی وقت قوم کے مفید افراد بن سکیں۔ آج اس مدرسہ احمدیہ کے افسر مولوی سید سرور شاہ صاحب بحیثیت ہیڈ ماسٹر ہونے کے ہیں۔ اور شیخ عبد الرحمن صاحب مصری بحیثیت سپرنٹنڈنٹ ہونے کے شیخ صاحب اپنا سارا وقت ان طلباء کے میں گزارتے ہیں۔ شیخ صاحب ان بچوں کے لیے جو آج بچے اور کل قوم کے دست و بازو بننے والے ہیں بہت ہی شفیق اور غمگسار ہیں بچے دن رات ان سے کھیلتے ہیں انکے نمونے کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔ بچے بچپن کی وجہ سے اگر نادانی بھی ہو جائیں تو شیخ صاحب کی وسعت اخلاق نے انکو کبھی غصہ ور نہیں بنایا۔ شیخ صاحب ان بچوں کے لیے زندہ نمونہ ہیں۔ اور خصوصاً انکی [illegible] ہو جاتا ہے جبکہ یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ یا بند و خانہ [illegible] آپ کا نمونہ [illegible] اسلام کی [illegible] ہندو سے

نکلا آپنے مسلمانوں میں اگر کوئی عضو بیکار یا صرف وظیفہ خوروں کی طرح اپنی زندگی بسر نہیں کی بلکہ انھوں نے ترقی کے میدان میں ایک شاہسوار کی طرح نکل جانا چاہا۔ اور نکل گئے تھوڑے ہی عرصہ میں انٹرنس پاس کر لی۔ اور پھر چند مہینوں میں عربی زبان کی مولوی کی ڈگری حاصل کر لی اور پھر اسکے بعد ہی ایک ہی سال میں اپنی محنت شاقہ سے مولوی فاضل پاس کر لیا اس سے دوسرے سال بعد مصر میں حصول تعلیم کے لیے تشریف لیگئے۔ مصر میں جن جن تکلیفوں سے آپنے تعلیم حاصل کی ہے وہ ایک لمبی داستان ہے جو پھر کبھی مشاہیر سلسلہ کے عنوان سے درج کروں گا۔ اور اسطرح سے آپنے سخت محنت کے ساتھ اپنے آپکو مسلمانوں کیلیے ایک مفید وجود بنا کر دکھا دیا۔ شیخصاحب جب احمدیت میں آئے تھے انکی حالت ایک یتیم بچے کی سی تھی۔ جیسے کہ مدرسہ احمدیہ کے اندر رہنے والے طلباء کی اسوقت ہے۔ شیخصاحب اگر بچوں کو زبان سے کچھ بھی نہ کہیں تو ان کا وجود بچوں کے لیے ایک سبق مجسم ہے ایک ہندو خاندان کا ممبر عربی زبان کا عالم اس قدر ترقی کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے بچوں کا مربی اور تربیت کرنے والا مقرر کیا جاتا ہے شیخ صاحب نے اپنے نمونے کو یہیں تک نہیں دکھایا بلکہ اس سے بھی بڑھکر۔ یہاں تک ترقی کی لنڈن کی مسجد کیلیے جب چندے کا لفظ سنا تو فوراً ۱۶۰ روپیہ کی رقم چندے میں دیدی۔ اس رقم کی اہمیت اسوقت تک آپکو معلوم نہیں ہو سکتی جبتک یہ معلوم نہ ہو کہ شیخصاحب کو تنخواہ کیا ملتی تھی شیخ صاحب ۶۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں اور اس قحط کے زمانے میں ۶۰ روپیہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ شیخ صاحب کے گھر میں خدا کے فضل سے تین چار بچوں کے علاوہ اور بھی کنبہ ہے جنکے لیے یہ تنخواہ کوئی بڑی تنخواہ نہیں۔ گویا میں یہ کہوں گا کہ شیخصاحب نے ان قحط کے دنوں میں اپنی تین مہینے کی تنخواہ کٹوا دی اللہ تعالیٰ انکو ضائع نہیں کریگا اور بہت بہت اجر دیگا۔ اس سے بڑھکر یہ ہے کہ وہ تین مہینہ کی تنخواہ کٹوا چکے تھے تو پھر منارۃ المسیح کی تکمیل کیلیے انھوں نے حضرت امیر المومنین سے سنا اسکو سنتے ہی الکیسو روپیہ اور دیدیا گویا دو مہینہ کی تنخواہ اور اسی وقت خلیفۃ المسیح کے قدموں پر نثار کر دی۔ دوسرے لفظوں میں شیخصاحب نے پانچ ماہ کی تنخواہ کٹوا دی۔ مگر یہ مت خیال کرو کہ اس سے انکے اخراجات چند دن میں ہوگئی

نقص آجائیگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ اسی طرح سے چل رہے ہیں شاباش۔ اے فرزندان جماعت احمدیہ ایثار یہ قربانی تیرے ہی اندر ملتی ہے اور اسکی نظیر باہر کم ملتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ تنخواہیں لیتے ہیں۔ بتاؤ اس پانچ مہینے میں کیا ان کے پاس رہا یہ مت خیال کرو کہ یہ ایک اتفاقیہ امر تھا نہیں۔ قادیان میں ہر روز نئی تحریکیں ہوتی ہیں اور اسی طرح سے حصہ لیا جاتا ہے۔

غرض شیخ صاحب نے اپنی قربانی اور پاک قربانی سے طلباء مدرسہ احمدیہ کو ایک عمدہ اسوۂ حسنہ دیدیا۔ اے قوم احمدیہ تجھے مبارک کہ تیرے بچے۔ ایسے ایسے پاک لوگوں کے زیر تربیت ہیں۔ پس جبکہ ایسے شخص کی زیر تربیت ہمارے بچے ہوں تو کیوں ان کے اندر روح پیدا نہ ہو مدرسہ احمدیہ میں ایک آگ لگی۔ ایک جوش کا سمندر تھا جو امنڈ کر آئیگا۔ اور غریب بچے۔ جو کچھ ان کے پاس تھا نہ معلوم کن محنتوں اور کتنے سالوں سے وہ ان پیسوں کو چھپائے ہوئے تھے نکال نکال کر اپنے پیارے نگران شیخصاحب کو دینے لگے۔ میں آگے چلکر ان تمام بچوں کی فہرست درج کروں گا تاکہ وہ تاریخ کے ورقوں کو کسی وقت مزین کرے۔ مگر میں یہ ضرور بتا دوں گا۔ کہ ان غریب بچوں نے جو کچھ ان کے پاس تھا نکال کر رکھ دیا۔ اگر کسی کے پاس روپوں کے ساتھ ایک پیسہ زائد تھا تو اپنی ضرورتوں کے لیے انھوں نے اس پیسے کو پس انداز نہیں کیا بلکہ انھوں نے وہ بھی ساتھ ہی دیدیا۔ فہرست میں آپکو بہت سی رقمیں آنوں اور پائیوں سے مزین نظر آئینگی یہ رقمیں صاف بتا رہی ہیں۔ کہ یہی کچھ غریب طلباء کا اندوختہ تھا۔ آپ حیران ہوں گے جبکہ آپکو یہ معلوم ہوگا کہ ایک مریض بچہ نو عمر جو کہ ایک مدت سے بیمار ہے۔ اور اسکو سنٹ کے بعد دوائیوں اور دودھ وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے اسکے کان میں جب یہ آواز پڑی تو اسنے فوراً اپنی جیب سے جو اسکے پاس تھا نکال کر شیخصاحب کو دیدیا۔ اس نے اپنی صحت اور بیماری کی پرواہ نہ کی۔ اسنے اپنی ضرورتوں کو نہیں دیکھا جو کچھ رقم اسکے پاس تھی جو فوراً قربان کر دی گئی۔ خدا کا گھر بنانے کیلیے لنڈن کی

مسجد کے لیے اس غریب کی یہ قربانی ایسی ہی ہے کا قربانی ہے +

ہم سنتے تھے کہ یورپ کی عظیم الشان جنگ پر یورپ کے امراء نے شراب نہ پینے کی قسم کھائی ہے۔ اُنھوں نے بڑا بھاری ایثار کیا ہے مگر ایک حکمران قوم کے ان ایثاروں کی کوئی حقیقت اسکے مقابل نہیں جبکہ آپ کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں نے جنکی عمریں بارہ یا چودہ سال سے زیادہ نہیں تین تین مہینے کے لیے **دودھ کی حاضریاں کٹوا دیں** - اور کہا کہ ہم تین مہینے تک **دودھ نہیں پئیں گے** - مگر یہ روپے لنڈن میں مسجد بنانے کے لیے دیدو- **اے قوم** تو ان باتوں کو سنکر جس قدر خوش ہو کم ہے کیونکہ یہ زندگی کی روح ہے جو تجھ میں اب پیدا ہو رہی ہے -

آپ حیران ہونگے وہ نوجوان بچے جن کو لعہ ر ماہوار وظیفہ ملتا ہے اور اونھوں نے اسمیں نہایت تنگی سے گزارا کیا تاکہ ان کے کچھ روپے جمع ہو جائیں- اور کئی مہینے تک اسی طرح سے وہ گزارا کرتے رہے تب جا کر چند روپے انکے جمع ہوئے لیکن وہ اس آواز کو سنتے ہی ان تکلیفوں کو بھول گئے ان کو یہ صرف یاد رہ گیا کہ ہمارے پاس کچھ اندوختہ ہے- پس اُنھوں نے سارے کا سارا لا کر اسی وقت خلیفۃ المسیح کی آواز پر اپنے افسر کو دیدیا- ان سب خبروں سے بڑھکر ایک دردانگیز اور عجیب دلسوز خبر ہے جبکہ تمام بچوں نے اسطرح سے روپے ادا کیے تو ایک یتیم اور غریب بچہ جسکی عمر ۱۱ سال سے زیادہ نہیں اسوقت اسنے دیکھا کہ اسکے پاس کوئی رقم نہیں اسنے اپنے افسر سے پوچھا کہ میرا کوئی فاضلہ ہے مگر اُسکو حوصلہ شکن جواب ملا کہ تیرا کوئی فاضلہ نہیں اس خبر کو وہ سن نہ سکا اور بیتاب ہو گیا اور اُس نے اس درد کے ساتھ بلند آواز سے چیخیں مار کر رونا شروع کیا- اس کی آواز سننے والوں کے قلوب کو چیرتی ہوئی آن واحد میں عرش معلی تک پہنچ گئی اور اسنے قبولیت کا سامان پیدا کر دیا- شیخ صاحب کے اہل خانہ نے فوراً اسکو چار آنے کے پیسے بھیجدیے وہ اس وقت اسنے جمع کرا دیے اور تھوڑی دیر کے بعد اسکو ماسٹر عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال نے ایک روپیہ دیا وہ بھی اس نے چندہ میں دیدیا پھر کسی اور جگہ سے اسکو مل گیا اب اسکی نام کے ساتھ ۱۲ کی رقم موجود ہے مگر پھر بھی اسکی تسلی نہیں اور وہ شیخ صاحب کو کہہ رہا ہے کہ میرا دودھ بند کر دو اور کچھ اور روپے آپ جمع کرا دیں یہ ایک یتیم بچے اور کمسن بچے کا حال ہے آپ اس بچے کے اس جوش کا پتہ لگا سکتے ہیں کہ اسوقت کو جزن تھا- پس مبارک ہو کہ یہ ترقی کے آثار ہیں- اب میں فہرست درج کرتا ہوں +

چندہ طلباء مدرسہ احمدیہ قادیان

نمبر شمار	اسماء طلباء	رقم	نمبر	اسماء طلباء	رقم
۱	مولوی محمد شہزادہ صاحب	[illegible]	۳۱	عبد الکریم شاہجہانپوری	[illegible]
۲	مولوی غلام احمد صاحب بدوملوی	[illegible]	۳۲	محمد یعقوب	[illegible]
۳	مولوی عبد اللہ مالاباری صاحب	[illegible]	۳۳	چراغ الدین	[illegible]
۴	مولوی محمد خان صاحب	[illegible]	۳۴	حافظ سلیم احمد	[illegible]
۵	مولوی حافظ محمد حسن صاحب	[illegible]	۳۵	محمد طفیل	[illegible]
۶	مولوی حمید اللہ خان صاحب	[illegible]	۳۶	برکت علی	[illegible]
۷	مولوی ابوبکر صاحب مالاباری	[illegible]	۳۷	عبد الرحیم	[illegible]
۸	مولوی عبد اللہ صاحب بدوملوی	[illegible]	۳۸	عبد الغنی خورد	[illegible]
۹	مولوی تاج الدین صاحب دکلاں	[illegible]	۳۹	محمد سعید	[illegible]
۱۰	مولوی عزیز بخش صاحب	[illegible]	۴۰	محمد تقی	[illegible]
۱۱	مولوی ناصر الدین صاحب	[illegible]	۴۱	غلام نبی	[illegible]
۱۲	مولوی قمر الدین صاحب	[illegible]	۴۲	عبد الکریم جہلمی	[illegible]
۱۳	مولوی عبد اللہ صاحب قادیانی	[illegible]	۴۳	شیخ محمد	[illegible]
۱۴	مولوی سلیم اللہ صاحب	[illegible]	۴۴	ظہور الحسن	[illegible]
۱۵	مولوی علی احمد صاحب	[illegible]	۴۵	حافظ عبد الرحمن	[illegible]
۱۶	مولوی محمد ہاشم صاحب	[illegible]	۴۶	عبد اللطیف	[illegible]
۱۷	مولوی حبیب احمد صاحب	[illegible]	۴۷	مختار احمد	[illegible]
۱۸	اللہ دتا	[illegible]	۴۸	خضر احمد	[illegible]
۱۹	عبد الحکیم	[illegible]	۴۹	فیض اللہ	[illegible]
۲۰	عبد الاحد	[illegible]	۵۰	محمد حسین	[illegible]
۲۱	صغیر حسین	[illegible]	۵۱	سمیع اللہ	[illegible]
۲۲	غلام محمد دگوجرانوالہ	[illegible]	۵۲	رمضان علی	[illegible]
۲۳	فضل دین	[illegible]	۵۳	فضل الٰہی	[illegible]
۲۴	عبد العزیز	[illegible]	۵۴	عبد المالک	[illegible]
۲۵	علی محمد	[illegible]	۵۵	ولی داد	[illegible]
۲۶	احمد حسین	[illegible]	۵۶	محمد نذیر	[illegible]
۲۷	[illegible] احمد دخورد	[illegible]	۵۷	شمس الدین	[illegible]
۲۸	عبد الغنی [illegible]	[illegible]	۵۸	نذیر الاسلام	[illegible]
۲۹	مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی	[illegible]	۵۹	عبد اللہ بلوچی	[illegible]
۳۰	مولوی عبد الغفور [illegible]	[illegible]	۶۰	عثمان	[illegible]

[illegible]